سوال

(336) اجتماعی اموات میں ترکہ کی تقسیم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک گاڑی میں ماں، بیٹا اور اس کی بیوی سوار تھے، کار کو حادثہ پیش آگیا، نتیجہ میں تینوں فوت ہوگئے۔ اب ان کے ترکہ کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کیا مرنے والے ایک دوسرے کے وارث ہوں گے یا زندہ کو ہی ان کا وارث بنایا جائے گا؟ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کا حل پیش کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے ہاں اجتماعی اموات کے واقعات عام طور پر وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں، مثلاً چند افراد دیوار کے نیچے آگئے یا پانی میں ڈوب گئے یا آگ میں جل گئے یا کسی معرکہ میں کام آگئے یا کہ بس، ہوائی جہاز اور ریل گاڑی کے حادثہ میں ہلاک ہوگئے۔ ایسے حالات میں جب دو یا دو سے زیادہ ایک دوسرے کا ترکہ لینے والے یکبار اکٹھے فوت ہو جائیں تو پتہ نہ چل سکے کہ ان میں پہلے کون فوت ہوا اور بعد میں کس کو موت آئی ہو تو اس صورت میں فوت شدگان آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ان میں سے ہر ایک کا ترکہ ان کے زندہ ورثاء کو دیا جائے گا اور ان کے درمیان ہی تقسیم ہو گا کیونکہ کسی کو وارث بنانے کے لیے یہ بنیادی شرط ہے کہ وہ دوسرے کی موت کے وقت زندہ موجود ہو لیکن اجتماعی اموات میں یہ شرط مفقود ہے ہاں اگر یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ ایک شخص دوسرے سے پہلے فوت ہوا تھا، اس میں کوئی بھول اور شک نہ ہو تو بعد میں فوت ہونے والا پہلے مرنے والے کا وارث ہو گا کیونکہ مورث کی موت کے وقت وارث کا زندہ ہونا یقینی طور پر معلوم ہے بصورت دیگر اگر ایک دوسرے کی موت کا پہلے یا بعد میں ہونا معلوم نہ ہو سکے تو ایسے حالات میں اجتماعی حادثہ میں مرنے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس میں مرنے والوں کے متعلق حکم دیا کہ: ’’زندوں کو فوت شدہ حضرات کا وارث بنائیں اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کا وارث بنائیں۔‘‘ [1]

بہر حال اجتماعی حادثہ میں فوت ہونے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے بلکہ زندہ ورثاء میں ان کا ترکہ تقسیم کیا جائے گا اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے طاعون عمواس میں مرنے والے کو ایک دوسرے کے وارث بنایا تھا لیکن امام بیہقی رحمة اللہ علیہ نے اس قسم کی روایات کو منقطع قرار دیا ہے جو ناقابل اعتبار ہیں۔ [2]

---

[1] البیہقی، ص: ۲۲۲، ج۶۔

[2] بيهقي، ص: ٢٢٢، ج٦۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 293

محدث فتویٰ